دھنک کے رنگ

عفت سحر طاہر

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

WWW.PAKSOCIETY.COM

عفت سحر طاہر

دھنک کے رنگ

"اردو دانوں" میں منگنی کیا ہوئی۔ فائقہ نے بلا جھجک اردو ادب کی بے ادبی کرنی شروع کر دی۔ بلکہ اردو کے ساتھ منہ ماری کہیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

"لو جی۔ اظفر علی طلاق دے چکے اور شائستہ واحدی طلاق لے چکیں۔"

زرمینہ نے میگزین کی تازہ ترین خبر ہم تک پہنچائی۔

"مگر ان دونوں نے ایک دوسرے سے شادی کی ہی کب تھی؟" میں نے تحیر سے پوچھا۔

بھلا ہر ماہ باقاعدگی سے خواتین اور شعاع ڈائجسٹ پڑھتے کوئی نئی خبر ہم سے چوک جائے یہ ناممکن تھا۔

"اوئے الو۔ مطلب یہ کہ اظفر نے سلمیٰ کو نو سال بعد طلاق دے دی۔ دو بچوں کے ہوتے دوسری شادی کرلی اور ادھر بے چاری "چائلڈ میرج کیس" شائستہ واحدی۔ جو صبح صبح لوگوں کو بہترین زندگی گزارنے کے فری مشورے دیتی ہیں۔ اپنے تین بچوں کی پروا کیے بغیر محض شہرت کے نشے کو پورا کرنے کے لیے اپنے شوہر سے طلاق لے لی۔"

زرمینہ جوش میں آئی تو خالص "ٹتی" بن گئی۔ (پٹ کی مونث)

"خیر۔ دفع کرو۔ مٹی پاؤ۔" میں نے اس کا بی پی نارمل کرنا چاہا۔

"یہ لو۔ سیف علی خان بھی پورا ہو جانے کو ہے۔" زرمینہ نے پھر سے آہ بھری۔

"ہائے۔ کیا بیماری ہو گئی اسے؟" مجھے جھٹکا لگا۔

ابھی تو بے چاری کرینہ نے بمشکل شاپنگ شروع کی تھی شادی کی۔

"پورا ہو گیا کیا مطلب؟" فائقہ اب اردو کو ایسے ہی نہیں جانے دیتی تھی۔ نت نئے محاوروں کی ٹانگ توڑنا اس کا امتیازی نشان بنتا جا رہا تھا۔

"یعنی کہ کرینہ اس کی نصف بہتر بننے والی ہے۔ آدھا پہلے سے ہے کرینہ کو پا کر پورا ہو جائے گا۔"

زرمینہ کی اس کمال کی تشریح پر ماہین احتجاجاً" زور سے اپنی کتاب بند کر کے اسے گھورنے لگی۔

مگر زرمینہ صاحبہ غڑاپ سے دوبارہ میگزین میں غرق ہو چکی تھیں۔

فائقہ نے ایک اور محاورہ ہاتھ آنے پر گہری سانس بھری۔

"اچھا۔ تو اسے کہتے ہیں پورا ہونا آدمی کا۔"

میں نے بھی جان چھڑانے کے لیے اثبات میں سر ہلایا تو وہ مطمئن ہو گئی۔

☼ ☼ ☼

ادھر بولی صاحب عین ہمارے قیلولہ فرمانے کے وقت ٹیوشن پڑھنے آنے لگے۔ فائقہ کو غصہ آیا۔

"شام کو آیا کرو۔"

"شام کو میرے پاس ٹیم (ٹائم) نہیں ہوتا جی۔"

ادھر ادھر ہلتا سر اور گھومتی آنکھیں' بے نیازی کی حد تھی۔ فائقہ نے دانت کچکچائے۔

"اس وقت میں سو رہی ہوتی ہوں۔"

"اب تو جاگ گئی ہیں نا' پڑھا دیں۔" پھر بے زاری سے بولا۔

"جلدی کریں جی۔ میرے پاس فالتو ٹیم نہیں ہے۔" وہ ہمیں از حد مکار لگا۔

"لو بامہ کا مشیر خاص نہ ہو تو۔"

فائقہ کا ارادہ اسے جھاڑنے کا تھا۔

"فائقہ۔" دادو نے اپنے تخت پر اونگھتے ہوئے آواز لگائی تھی۔ وہ یقیناً" یہ لایعنی بحث سن چکی تھیں۔

دادو کی قابل رشک قوت سماعت بحال ہو چکی تھی۔

یہ تو خدا کی کرنی تھی کہ ٹیپ ریکارڈر کے ریکارڈنگ والے بٹن میں کوئی خرابی نکل آئی تھی۔ ورنہ دادو جان ہماری زبان کی فصاحت و بلاغت ملاحظہ فرما کر یقیناً" ہماری شادی دہلی میں کروانا پسند فرماتیں۔ بہرحال' اللہ کا شکر ہم ابھی ہم زندہ ہیں۔

"چلیں جناب عزت مآب بولی صاحب۔" دانت کچکچا کر فائقہ نے اسے آگے لگایا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"نکالو انگلش کی بک۔"

"انگلش کو چھوڑیں جی۔۔۔ وہ تو مجھے فرفر آتی ہے۔" وہی بے نیازی۔

"واقعی۔۔۔" میں نے اس کی انگلش کی کاپی چیک کرتے ہوئے داد دی۔

"ہر ٹیسٹ میں اس کے دس نمبر ہیں۔"

"واقعی۔۔۔؟" فائقہ بے یقین تھی۔ میں نے گہری سانس بھری۔

"ہاں۔۔۔ مگر صفر کے نیچے۔"

"وہ جی۔۔۔ کلاس میں میں ذرا خود ہی پیچھے رہتا ہوں۔ امی کہتی ہیں نظر لگ جاتی ہے۔"

"اللہ رے یہ خود اعتمادی۔" ہم تو اپنی انگلیاں چبا ڈالنے کو تھے۔

"مجھے اردو پڑھایا کریں جی۔" بے تکلفانہ فرمائش۔

"وہ تو اسے خود سمجھ نہیں آتی۔" زرمینہ نے پول کھولی۔

"تو انگلش میں پڑھا دیا کریں۔"

اس نے دانتوں کی نمائش کی تو جواباً" فائقہ نے آنکھوں کی۔ بوبی نے اپنی اردو کی کاپی نکالی۔

"یہ جملے بنانے ہیں جی۔"

"یہ تو خود اردو فیل ہے بیٹا جی۔ یہ کیا جملے بنائے گی۔" میں ہنسی۔

بوبی نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے فائقہ کو بے یقینی سے دیکھا۔

"ہیں جی؟"

بھلا اس کی فرفر انگلش بولتی ٹیچر اتنی نالائق ہو سکتی ہے؟

"ایسے ہی سر یہ تو فضول مذاق کرتی رہتی ہیں۔" فائقہ نے اپنی بچی کھچی عزت سمیٹنی چاہی۔

"اور یہ جملے بنانا تو میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ لاؤ ادھر کاپی۔"

فائقہ نے باآواز بلند جملے پڑھے۔

"کیچڑ اچھالنا' پاؤں زمین پر نہ لگنا' دم دبا کر بھاگنا' منہ پہ کالک ملنا۔" الفاظ پڑھ کے فائقہ بڑے اعتماد سے مسکرائی۔

"لو۔۔۔ یہ کیا مشکل ہے۔ میں بولتی ہوں' تم لکھتے جاؤ۔"

میں اور زرمینہ ہمہ تن گوش ہو گئیں۔ جبکہ ماہین اردو ادب کی متوقع بے عزتی کے تصور سے پہلے ہی وہاں سے آؤٹ ہو گئی۔

"اچھا جی۔۔۔ تو یہ پہلا محاورہ ہے کیچڑ اچھالنا' اور یہ تو بے وقوف شخص بھی جانتا ہے کہ کیچڑ اچھالنا اچھی بات نہیں ہے۔ اس سے آپ کے ہاتھ تو گندے ہوتے ہی ہیں پاس سے گزرنے والوں کے کپڑے بھی گندے ہو سکتے ہیں۔ اس کا جملہ یہ بنے گا کہ۔۔۔

"اگر کوئی شخص کیچڑ اچھالنا شروع کرے تو برائے مہربانی اس کے پاس سے نہ گزریں۔ اگر گزرنا لازمی ہو تو احتیاط سے گزریں۔"

فائقہ نے اردو ادب کی ایسی کی تیسی کرتے ہوئے فاتحانہ نگاہوں سے ہمیں دیکھا۔ ہم بے چاریاں انگشت بدنداں بیٹھی تھیں۔ فائقہ نے خوش ہو کر غفران عرف بوبی کو دیکھا۔

"دیکھا۔۔۔ تمہاری آپیاں بھی پریشان ہیں کہ مجھے اتنی اعلا اردو کیسے آ گئی۔"

بوبی بھی متاثر ہو رہا تھا۔

"اگلا محاورہ ہے پاؤں زمین پر نہ لگنا۔ اب اس کی تو کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ ہو سکتا ہے تیز دھوپ سے زمین تپ رہی ہو۔ اس لیے پاؤں زمین پہ نہ لگ سکتا ہو۔ لیکن دوسرا محاورہ زیادہ بہتر ہے کہ آپ لوگ اتنی اونچی کرسی نہ بنوائیں کہ جس پر بیٹھ کر آپ کے پاؤں زمین سے نہ لگ سکیں۔"

منٹوں میں اس نے ایسا جملہ بنایا اور ایسی تشریح کی کہ میرا زرمینہ کے کندھے میں منہ دے کے رونے کو جی چاہنے لگا۔

"باجی جی تو بڑی "لیق" (لائق) ہیں اردو میں۔"

"ہاں۔۔۔ خدا کا شکر ہے اردو کے تمام بڑے شاعر مر چکے ہیں۔" زرمینہ نے گہری سانس بھری۔ مگر فائقہ تو

جوش میں آ چکی تھی۔

"اور یہ دم دبا کے بھاگنا۔ یہ تو سب سے آسان جملہ بنے گا۔ یعنی کہ اگر راستے میں کوئی کتا بیٹھا ہو تو اس کی دم دبا کر مت بھاگیں۔ وہ کاٹ بھی سکتا ہے۔"

ہم دونوں تو مارے ہنسی کے لوٹ پوٹ ہو گئے۔

"کتے کی دم نہ ہوئی ہمسائیوں کی ڈور بیل ہو گئی۔" میں نے ہنسی روک کر کہا۔

"عمران عباس سے منگنی راس آ رہی ہے مجھے۔ کیسے فرفر اردو آ گئی ہے مجھے۔" وہ اترائی۔

"منہ پہ کالک ملنا' خیر' اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ لوگ غریب ہوں' ان کے پاس منہ پہ لگانے کے لیے کریم نہ ہو تو انہوں نے منہ پہ کالک ہی ملنا شروع کر دی ہو۔" اور اس آخری تشریح پر تو ہم دونوں سر پکڑ کے بیٹھ گئے۔

☼ ☼ ☼

ہماری کام والی باجی پیاری آج جو صبح سے آئی تو اپنی داستان غم سنا سنا کے رو رہی تھی اور رو' رو کے سنا رہی تھی۔

اس کا نکھٹو شوہر بڑا ظالم تھا۔ نشے کی طلب پوری کرنے کے لیے اس سے پیسے بھی ہتھیا لیتا اور دھنائی بھی خوب کرتا۔

لاؤنج میں موجود ہم سب لڑکیاں پہلے تو ٹی وی ڈرامے میں نقص نکالتی رہیں۔ مگر جب باجی پیاری کا رونا ختم نہ ہوا تو ہمیں بھی انسانیت کے ناتے متوجہ ہونا پڑا۔

"باجی پیاری۔۔۔ تمہیں ضرورت ہی کیا ہے اتنے ظالم شوہر کے پاس رہنے کی؟" میں نے عالمانہ سوال کیا۔

"بے وقوف۔۔۔ اس کے پاس یہی ایک تو شوہر ہے۔" فائقہ نے مجھے گھورا۔

"سب ہی کے پاس "ایک" ہی ہوتا ہے۔" میں نے جواباً" اسے گھورا۔

مگر باجی پیاری روہانسی ہو کر داد کو پھر سے اپنی داستان غم سنانے لگی' تو ہمیں اپنی "گھورا گھوری" ختم کر کے متوجہ ہونا پڑا۔

"یہ دیکھیں جی۔ اس نے پچھلے سال میرا جو بازو توڑا تھا اس میں سے ابھی بھی ٹیسیں اٹھتی ہیں۔"

"اگر جواب میں تم نے بھی اس کی ٹانگ توڑی ہوتی تو وہ بھی اس وقت اپنی کسی دادی کے پاس بیٹھا اپنی دکھ بھری آپ بیتی سنا رہا ہوتا۔"

فائقہ نے منتقمانہ انداز میں کہا۔ داد کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔

"تمہارے گھر میں بیلن نہیں ہے؟"

مینا نے پوچھا۔ تو باجی پیاری فخر سے بولی۔

"ہے جی۔۔۔ بڑی گول گول روٹیاں بیلتی ہوں میں۔"

"باجی پیاری۔ وہ بیلن صرف روٹیاں گول کرنے کے نہیں بلکہ شوہر کے حواس "گل" کرنے کے بھی کام آتا ہے۔" مینا نے تخریب کارانہ مشورہ دیا۔

باجی پیاری تو ایک طرف رہی' داد تک اچھل پڑیں۔

"ہائیں' ہائیں' حواس میں تو ہو تم مینا کی بچی! اٹھاؤں چھڑی میں؟"

مینا بدک کے دور ہٹی۔

"لو۔۔۔ ابھی پچھلے دنوں مشہور ٹی وی چینل پہ ایک خاتون وزیر نے بھی یہی مشورہ دیا تھا اسے تو کسی نے کچھ نہیں کہا۔" وہ منہ بنا کے بولی۔

"اسی لیے تو کہتی ہوں کہ اس شیطانی ڈبے (ٹی وی) سے دور رہا کرو۔ کبھی جو اچھی بات سیکھی ہو اس سے۔"

وہ تلملا کر بولیں تو ماحول بگڑتا دیکھ کر باجی پیاری چپکے سے نکل لی۔ اور پھر ہم سب کو بھی لاؤنج بدر ہونا پڑا۔

☼ ☼ ☼

فائقہ کی نیا ڈوبتے ڈوبتے بچی۔

جی ہاں۔۔۔ وہی۔۔۔ محاوروں کی ٹانگ توڑنے کی پاداش میں۔ اتنی بے خوفی سے اردو کے ساتھ منہ ماری

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کا کوئی تو نتیجہ نکلنا ہی تھا۔

عمران عباس کی آپا بی کا فون آیا تو فائقہ بی بی کھل اٹھیں۔ ادھر ادھر کی ساری باتیں کر لینے کے بعد جب سامنے رکھے پیپر پر ماہین سے لکھوائے عالمانہ جملے اور مشکل الفاظ ختم ہو گئے تو فائقہ نے عمران عباس کا حال پوچھ ہی لیا۔

"وہ تو دادا جان کے ساتھ میرپور گیا ہوا ہے۔"

"خیریت؟" فائقہ چونکی۔

"بس۔۔۔ دادا جان کے ایک دوست پورے ہو گئے تھے۔ وہیں گئے ہیں وہ اور عمران۔"

"ارے واہ۔۔۔ دادا جان کے دوست بھی پورے ہو گئے۔"

فائقہ کی خوشی دیدنی تھی۔ اب اس بے چاری کی جانے بلا کہ یہاں "پورے" ہونے سے کیا مراد ہے۔

آپا بی اس کے گھنگھناتے لہجے پر پہلو بدل کے رہ گئیں۔ لب اتنی خوش اخلاق بہو بھی کیا کرتی جو کسی کی فوتگی پر بھی کھل اٹھے۔

"ویسے کیا عمر ہے دادا جان کے دوست کی؟" فائقہ نے پوچھا۔

"یہی کوئی ستر سال۔" آپا بی نے سرسری سے کہا۔

"ماشاء اللہ۔۔۔ صحت اچھی ہو گی ان کی۔ تب ہی تو اس عمر میں یہ قدم اٹھایا انہوں نے۔"

فائقہ نے تو صفی انداز میں کہا۔

"ہیں۔۔۔ کیا کہہ رہی ہو۔۔۔ کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔ عمران کہہ رہا تھا۔ ازمیر کو بتا دینا۔ اس کی بھی کوئی جان پہچان تھی زمان بیگ صاحب سے۔ اس نے جانا ہو تو ڈھائی بجے تک پہنچ جائے۔"

آپا بی کے تو سر پر سے فائقہ کی لن ترانی گزر رہی تھی۔ انہوں نے فوراً "گفتگو سمیٹ دی۔

فائقہ فون بند کر کے سیدھی میرے پاس آئی۔

"تو جی۔۔۔ میرے دادا سسر کے دوست زمان بیگ صاحب پورے ہو گئے۔"

فائقہ نے سنسنی خیز خبر سنائی جو دادو کے کان میں بھی پڑ گئی۔

"انا للہ وانا للہ رجعون۔"

دادو نے با آواز بلند کہا تو ہم سب نے ہی ان کی تقلید کی۔

فائقہ نے ایک جھانپڑ مجھے اور ایک ماہین کو رسید کیا اور مینا کو گھورتے ہوئے بولی۔

"بے وقوفو! میں نے ان کے مرنے کی خبر نہیں سنائی۔ پورے ہونے سے مراد وہ بھی کسی کے نصف بہتر ہو گئے ہیں۔ ستر سال کی عمر میں شادی کر رہے ہیں وہ۔"

"اے لو۔۔۔ حد ہو گئی رنگین طبیعت کی۔ نہ یہ کون سی عمر ہے شادی کی۔ کہ جب ٹانگیں قبر میں لٹک رہی ہوں۔" دادو جو لاؤنج میں آچکی تھیں ناگواری سے بولیں۔

"تو کیا ہوا۔۔۔ منہ تو باہر ہے نا۔" مینا میرے کان میں گھسی تو مجھے زوروں کی ہنسی آئی۔

"آپا بی کہہ رہی تھیں میرو کو بتا دو۔ زمان بیگ صاحب کی شادی میں شرکت کے لیے ڈھائی بجے تک پہنچ جائے۔" فائقہ نے کہا۔

"میں بتا دوں گی۔" میں جلدی سے بولی۔

دادو وہیں بیٹھ کر بزرگوں کی رنگین طبیعت پر نقطہ اعتراض اٹھانے لگیں۔ میں آنکھ بچا کے وہاں سے کھسکی۔ ازمیر شاید اپنے کمرے میں ہی تھا۔

میں نے میرو کے کمرے کے سامنے کھڑے ہو کر پہلے اپنی سانس معمول پر لانے کی مشق کی۔ دل پہ ہاتھ رکھا تو وہ بے تحاشا تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ پہلے تو میں گھبرائی۔ پھر فوراً ہی خیال آیا کہ دل کے دھڑکنے پر پریشان ہونے کا کیا مطلب؟ پریشانی تو تب ہے جب دھڑکن رک جائے۔

بہرحال۔۔۔ میں نے دروازہ ناک کیا۔ اندر سے اجازت ملنے پر میں دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تو وہ خوشبوؤں میں بسا کہیں جانے کو تیار ہو رہا تھا۔ آئینے کے سامنے کھڑا بال بنا تا وہ شاید زمان بیگ صاحب ہی کی شادی میں شرکت کے لیے جا رہا تھا۔

"مبارک ہو۔"

میں نے دوستانہ انداز گفتگو کا آغاز کیا۔ اس نے آئینے میں مجھے خفیف سا گھورا۔

"میری کون سی لاٹری نکل آئی ہے۔"

"عمران عباس کی آپا بی کا فون آیا تھا۔"

میں نے ان لمحوں کو طویل کرنا چاہا۔

"تو ان کا فون کون سا مریخ سے آیا ہے جو مشن کی کامیابی کی مبارک باد دے رہی ہو۔"

"یا اللہ۔۔۔ کریلا بھی اس شخص سے تھوڑا میٹھا ہی ہو گا۔" میں کڑھ کر رہ گئی۔

وہ بال بنا کر میری طرف پلٹتے ہوئے سپاٹ لہجے میں بولا۔

"اب دو منٹ میں سیدھی بات بتاؤ۔ یہ پہیلیاں مجھے نہیں پسند۔"

مجھے بھی سیدھا ہوتے دو منٹ نہیں لگے۔ فر فر بتا دیا۔

"آپا بی کہہ رہی تھیں زمان بیگ صاحب کی شادی ہے۔ میرو کو کہنا ڈھائی بجے تک پہنچ جائے۔"

"واٹ۔۔۔؟" وہ تو جیسے اچھل ہی پڑا۔ پھر بے یقینی سے بولا۔ "وہ تو بستر مرگ پر پڑے تھے۔"

"کس کے بستر پر پڑے تھے؟" میں ہونق ہوئی۔

"بے وقوف۔۔۔ آئی مین وہ تو سخت بیمار تھے۔"

"تو اسی لیے شادی کا سوچا ہو گا نا۔ کوئی دیکھ بھال کرنے والی آجائے۔"

میں نے سمجھ داری دکھائی۔ مگر وہ بے یقینی کی کیفیت میں تھا۔

"آر یو شیور؟"

"ہاں۔۔۔ میں نے خود اپنے ان گناہ گار کانوں سے سنا ہے۔ فائقہ بتا رہی تھی۔"

میں نے پرزور انداز میں یقین دلانے کی کوشش کی تو وہ مجھے گھورنے لگا۔

مگر مجھے ذرا بھی فکر نہیں ہوئی۔ جی ہاں، آتے ہوئے میں نفاست سے بلش آن اور مسکارا لگا کے آئی تھی۔ یوں ہی گھورتے ہوئے وہ تھوڑا سا آگے بڑھا۔

میں شرما سی گئی۔

اس کی نگاہ میرے چہرے پر تھی۔

"یہ تمہارا چہرا۔۔۔ اتنا بلش کیوں کر رہا ہے؟" وہ یقیناً سوجان سے فدا ہونے کی تیاری میں تھا۔ میں لجا سی گئی۔

"یوں لال ہو رہا ہے جیسے کسی نے تھپڑ مارے ہوں۔"

"اے لو۔۔۔ نکل گئی رومانس کے غبارے میں سے ہوا۔" میں نے سخت بدمزا ہو کر اس کی طرف دیکھا اور منہ پھلائے باہر نکل آئی۔

☆ ☆ ☆

شام کو وہ دندناتا ہوا پورے گھر میں مجھے اور فائقہ کو پکارتا اور دھاڑتا زیادہ رہا تھا۔

میں اور فائقہ گرتی پڑتی لاؤنج میں پہنچیں تو وہاں سب ہی جمع تھے۔

"ہاں۔۔۔ تو کس کی شادی خانہ آبادی تھی آج؟" وہ طنزیہ لہجے میں کہتا کڑے تیوروں سے مجھے اور فائقہ کو گھور رہا تھا۔

"وہ۔۔۔ یہ۔۔۔ فائقہ نے ہی بتایا تھا۔ زمان بیگ صاحب کی شادی ہے اور تم بھی انوائٹڈ ہو۔"

اس کے تیور دیکھتے ہوئے میں نے سچ بولنا ہی مناسب خیال کیا۔

"اچھا۔۔۔ تم بتاؤ۔ تمہیں کس نے یہ خبر دی تھی؟" وہ فائقہ کی طرف متوجہ ہوا۔

"وہ۔۔۔ آپا بی کا فون آیا تھا۔ انہوں نے ہی کہا تھا کہ۔۔۔"

"کہ زمان بیگ صاحب شادی فرما رہے ہیں۔ بلکہ بارات لے کر نکل چکے ہیں۔"

میرو طنز سے گویا ہوا۔ تو فائقہ تذبذب کا شکار ہو گئی۔ پھر قدرے تفاخر سے بولی۔

"نہیں۔۔۔ وہ تو میں خود انٹیلی جنٹ ہوں۔ باقی کا اندازہ تو میں نے خود ہی لگا لیا تھا۔ آپا بی نے تو بس اتنا ہی بتایا تھا کہ زمان بیگ صاحب پورے ہو گئے ہیں۔"

دادو کی آنکھیں ابل پڑیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

میرو لڑنے مرنے کو تیار۔ امی' ابو سر پکڑ کے بیٹھ رہے۔ خود میرا دل بھی اچھل کر حلق میں آن ٹکا۔

"پورے ہوگئے مطلب؟"

"وہی۔ جو مینا نے بتایا تھا۔ کسی کو اگر نصف بہتر مل جائے تو وہ پورا ہوجاتا ہے یعنی مکمل۔" فائقہ کو سارا سبق یاد تھا۔

"تیرا بیڑہ ہی ترجائے فائقہ کی بچی۔" فائقہ کی امی' یعنی چھوٹی چچی نے ماتھا پیٹا۔

"بے وقوف۔" میں نے دھڑکتے دل کے ساتھ میرو کے لش پش انداز دیکھے۔ ایسے شان دار حلیے میں وہ جنازہ اٹینڈ کرکے آرہا تھا۔

"اوئی نوج۔ یہ موئی انگلش میڈیم کی پڑھائی۔ اری پورے ہونے کا مطلب تھا کہ وہ فوت ہوگئے ہیں۔"

دادو نے اپنی چھڑی کی نوک فائقہ کے ہاتھ میں چبھوئی۔ وہ ہونق سی ہوگئی۔

"انہوں نے کہا کہ دادا کے دوست پورے ہوگئے۔ اس نے ان کی شادی کے بینڈ بجوادیے۔ شرم آرہی ہے مجھے سوچ کر۔ عمران عباس کو فون کرکے میں نے میرج ہال کا پوچھا تو وہ قبرستان کا ایڈریس بتانے لگا۔"

از میرٹ کا کشمیری خون ابل رہا تھا۔ ہم دونوں وہاں سے کان دبا کر بھاگے۔

کمرے میں جاتے ہی فائقہ نے ملک دشمن عناصر کی طرح بکھری اردو کی کتابیں اٹھا کر الماری کے نچلے خانے میں ٹھونس دیں۔

"توبہ! اس کئی کئی مطلب والی زبان سے تو اللہ ہی بچائے۔" وہ کانوں کو ہاتھ لگا رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

"بس۔ میں نے سوچ لیا ہے کہ میں نے کیا کرنا ہے۔" میں نے تقریر کرنے والے انداز میں ہاتھ لہرا کر ان پانچوں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

"وہ تو مجھے بھی پتا ہے۔ سب سے پہلے تو تم نے واشنگ مشین لگانی ہے۔ کیونکہ آج تمہاری باری ہے۔ پھر شام کی چائے اور رات کی روٹیاں۔"

زرمینہ نے اطمینان سے کہا۔ تو میں نے دانت کچکچائے۔

"مجھے کچھ اور کرنا ہے۔"

"پھر کسی کی دادی کے قل پہ جا کے گٹھلیاں پڑھنی ہوں گی۔" فائقہ کو بہت پرانی یاد آئی۔

"دیکھو۔ یہاں سب اپنے کاموں میں مصروف ہیں۔ اگر تمہیں پاکستانی سیاست دانوں کی طرح کوئی دعوے کرنے ہی ہیں تو ایک گھڑا خرید لو۔ اس میں منہ ڈال کے جو جی چاہے بول لو۔" یہ دانش مندانہ مشورہ ماہین پڑھاکو کا تھا۔

جو اب بھی ایک موٹی تازی' بلکہ موٹی باسی کتاب پڑھ رہی تھی۔ (ہزار دفعہ کی پڑھی ہوئی جو تھی)

"بکو مت اور غور سے میری بات سنو۔ میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ میں عورتوں کے لیے ایک این۔جی او بناؤں گی۔" میں نے بڑھک ماری۔

"کسی این۔جی کی طرح؟ صرف عورتوں کو گیس سپلائی کروگی؟ اور ابو تمہیں این۔جی او اسٹیشن کھولنے دیں گے کیا؟" چڑیا آنکھیں پٹپٹا کر حیرت سے پوچھ رہی تھی۔

میں نے ایک دھمو کا اس کے شانے پہ لگایا۔

"ہاں۔ اور سب سے پہلے تمہیں گیس سپلائی کروں گی۔"

"اچھا۔ اب پھوٹ بھی چکو کچھ۔"

زرمینہ بدمزا ہو کر بولی تو میں نے جوش سے کہا۔

"میں سچی کہہ رہی ہوں۔ میرا بڑا دل دکھتا ہے عورتوں کو مرد کے ظلم سہتے دیکھ کر۔ اب باجی پیاری ہی کو دیکھ لو۔ اتنی محنت سے کماتی ہے۔ پھر بھی مار کھاتی ہے۔"

"کوئی نہیں۔ دادو کہتی ہیں باجی پیاری تو جنتی ہے۔" نوین نے اختلاف کیا۔ تو میں طنزیہ بولی۔

"ظاہر ہے۔ اتنی مار کھا کے فوت ہوجائے گی تو جنت میں پہنچ ہی جائے گی یہ بشارت تو کوئی بھی دے سکتا ہے۔" ہر جگہ عورت کے حقوق دبائے جارہے ہیں۔ عورت دکھ سہ رہی ہے۔ عورت مار کھا رہی

ہے۔"

"مارے یاد آیا۔ نکڑ والوں نے اپنا سامنے والا مکان کرائے پہ دے دیا ہے۔ ان کے جو کرائے دار آئے ہیں۔ ان میاں بیوی کے جھگڑے کی بھی بڑی آوازیں آتی ہیں۔" چڑیا کو یاد آیا۔

"واقعی۔" میں حیران ہوئی۔

"دادو کی خاندانی روایت کے مطابق ہم ان کرائے داروں کے گھر پہلے دن کا کھانا دینے گئے تو ان میاں' بیوی کو بھی دیکھ لیا۔ بیوی' یعنی میڈم ممتاز گورنمنٹ کے ایک اسکول میں ٹیچر تھیں۔ خاصی لحیم شحیم اور بارعب دکھائی دینے والی۔

اس کے برعکس ان کا شوہر منحنی سا تھا۔ سننے میں آیا کہ نکما نکھٹو بیوی کی کمائی پہ پل رہا تھا۔ مگر یہی منحنی سا بندہ اتنی بارعب سی میڈم ممتاز کی کیا درگت بناتا تھا یہ خدا ہی جانتا تھا۔ محلے والے تو (بشمول ہمارے) میڈم ممتاز کی چیخیں سن سن کے اس کے ہمدرد ہوچکے تھے۔"

"میرے خیال میں تو فیلڈ ورک یہیں سے شروع کیا جائے۔ یعنی میڈم ممتاز سے۔" میں پرجوش ہوئی۔

میں نے دیکھا تو فائقہ اور نوین میگزین میں' ماہین کتاب میں' چڑیا الماری میں اور مینا اپنی قمیص کی ترپائی میں جی جان سے گم تھیں۔

"ہیں۔ یعنی میں اتنی دیر سے بکواس کررہی تھی۔" مجھے طیش آیا۔

"پہلے ہوم ورک تو کرلو۔ فیلڈ ورک کی باری تو بعد میں آتی ہے۔" ازمیرٹ کی آواز نے مجھے اچھلنے پر مجبور کردیا۔

ایک تو یہ شخص' فرشتوں کی طرح ہر جگہ موجود۔

"یہ کیا پلاننگ ہورہی ہے؟"

وہ یقیناً سن چکا تھا۔ اس لیے میں نے سچ بولنا ہی مناسب سمجھا۔

باجی پیاری اور میڈم ممتاز کے دلدوز قصے اتنے جذباتی انداز میں اسے سنائے' بلکہ اسے متاثر کرنے کے لیے دو آنسو بھی بمشکل نکال ہی لیے۔

"اوشٹ اپ۔" اس نے بے زاری سے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "تم بس گھر بیٹھی انڈین سوپ دیکھ دیکھ کے دماغ چلاتی رہتی ہو۔ آج کل کی عورتیں بھی کم نہیں۔"

"قسم سے میرو! کبھی باجی پیاری کا نیلو نیل چہرہ دیکھو اور وہ میڈم ممتاز جو کما کما کے شوہر کو کھلاتی بھی ہے اور ظلم بھی سہتی ہے۔" میں نے اسے یقین دلانے کی کوشش کی۔

"خبردار۔ جو سنی سنائی پہ کوئی ایکشن لینے کی کوشش کی ہو تو۔"

اس نے آنکھیں دکھائیں تو میں دبک گئی۔ منمنا ہی سکی۔

"میں کہاں کی کمانڈو ہوں جو کوئی ایکشن لوں گی کسی کے خلاف۔"

"اور وہ جو میں نے تمہیں کھانے پکانے کی ترکیبوں والی دو بکس گفٹ کی تھیں۔ وہ کیا کی ہیں تم نے؟"

"وہ تو اس نے اگلے روز ہی۔۔۔"

مینا کی زبان برے موقع پہ پھسلنے والی تھی۔ مگر میں نے تیزی سے اس کی بات کاٹی۔

"اگلے روز ہی میں نے جلد کروا کے سنبھال لی تھیں۔"

وہ لمحہ بھر کو مجھے گھور تا رہا۔

اب اللہ گواہ ہے۔ وہ سال بھر پرانی کتابیں تو میں نے غصے کے مارے اگلے ہی دن ردی والے کو دے دی تھیں۔ مگر میرو کے سامنے ایسا اعتراف کرنا اپنی شامت بلوانے کے مترادف تھا۔

شکر اللہ کب ہی اس کی کوئی کال آئی تو وہ وہاں سے چلا گیا۔ میں دھپ سے فلور کشن پہ گری۔

"یا اللہ۔ تیرا شکر ہے' تو نے مجھے بے عزتی سے بال بال بچالیا۔"

فائقہ نے میری طرف دیکھتے ہوئے دعائیہ انداز میں ہاتھ اٹھائے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"جو مرضی ہو جائے۔ میڈم ممتاز اور باجی پیاری کو میں ان کے حقوق دلوا کے ہی رہوں گی۔"

میں نے بہانگ دہل اعلان کیا۔ تو باہر کی طرف جاتا میرو وہیں سے بولا۔

"تمہیں تو میں آکر بتاتا ہوں۔"

لو جی۔ کہاں کے نعرے' کہاں کی ہمت' الٹا بی پی لو ہو گیا۔

مینا نے گلو کوز پلایا تو کہیں ہوش آیا۔

☆ ☆ ☆

میرو کا ڈر ایک طرف اور خدمت خلق کا جذبہ ایک طرف۔ رات کو جب میڈم ممتاز کے ٹیرس کے ساتھ والے کمرے سے عجیب و غریب آوازیں آتیں تو میں فائقہ یا مینا کو زبردستی ساتھ لیے اپنے چھت کے ریلنگ سے لٹک لٹک کے صورت حال کا جائزہ لینے کی کوشش کرتی۔ ایسے میں ایک بار میرو اور عمر نے چھاپہ مارا اور ہمیں ریلنگ سے لٹکتے یعنی رنگے ہاتھوں گرفتار کر لیا۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے؟"

از میرپٹ حیران ہی اتنا تھا کہ اپنے سوال کو غصے کا تڑکا نہ لگا سکا۔

اس کی اچانک آواز میری اور مینا کی سماعتوں پر کروز میزائل کی طرح گری۔

"وہ۔۔۔ میں۔۔۔ مطلب ہم دونوں۔۔۔ چچ۔۔۔ چاند۔۔۔ دیکھ رہے تھے۔" میں نے کچھ زیادہ ہی لنگڑا بہانہ بنایا۔

"ہیں؟ کس کے چچا کو دیکھ رہی تھیں؟" عمر نے مجھے گھورا۔

"اچھا۔۔۔" میرو نے طنز کیا۔

"آج سے پہلے تو آسمان پہ ہی چاند دکھائی دیتا تھا۔ یہ کون سا چاند ہے جو ریلنگ سے لٹک کے دیکھا جا رہا تھا؟"

"تم بتاؤ مینا! کیا ہو رہا تھا یہ؟" میرو نے بہن پہ رعب ڈالا۔

میں نے لاکھ گھورا' اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر اس کی پسلی میں کہنی رسید کی' دانت کچکچائے۔

مگر میرو کی دہشت نے اس کی زبان کی قینچی تیزی سے چلا دی۔

"قسم لے لیں بھائی! میں تو سونے کے لیے لیٹ چکی تھی۔ یہ روی کی بچی زبردستی مجھے ساتھ لے آئی۔ کہہ رہی تھی میڈم ممتاز اور ان کے شوہر کا لیٹ نائٹ شو دیکھتے ہیں۔ بلکہ موبائل سے مووی بنا کر کسی چینل کو بھیجنے کا ارادہ بھی تھا اس کا۔"

"ستیاناس ہو تیرا مینا کی بچی۔" میں نے دانت پیستے ہوئے دل ہی دل میں تہیہ کر لیا کہ بھابھی بنتے ہی اس نند نگلی کا گند کی میں درگت بنا کے رکھ دوں گی۔

"مگر فی الحال تو از میرپٹ سے جان چھڑانے کا مرحلہ تھا۔" میں فوراً" ملکہ جذبات بنی۔

"ہاں تو۔۔۔ میں تم لوگوں کی طرح بے حس اور مردہ ضمیر کی مالک نہیں ہوں۔ میڈم ممتاز کو مار پڑتی ہے تو چوٹ میرے دل کو لگتی ہے۔ کیونکہ میں بھی ایک عورت۔۔۔ میرا مطلب ہے کہ لڑکی ہوں اور اس معاشرے میں عورت کا حق ہمیشہ ہی سے غصب ہوتا آیا ہے۔ مگر نہیں۔۔۔ اب اور برداشت نہیں کیا جائے گا۔ سو دن شوہر کے پورے ہوں گے اور اب میڈم ممتاز کا ایک دن آئے گا۔ مگر وہ بھی تم لوگ آنے نہیں دو گے۔ کیونکہ تم لوگ بھی مرد ہو۔"

تقریر کے آخر تک آتے آتے مجھے واقعی رونا آنے لگا۔

عمر اپنی ہنسی چھپانے کی کوشش کر رہا تھا اور میرو سینے پہ بازو لپیٹے طنزیہ نظروں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔

"بس۔۔۔ اتنی ہی یاد کی تھی؟"

اف۔۔۔ یہ اس کے طنز۔

اسی وقت میڈم ممتاز کے گھر سے شور و غل کی آوازیں آنے لگیں۔ سامنے والی لین میں دو گھر چھوڑ کے نکڑ والا گھر ان کا تھا۔ جس کا ٹیرس ہمارے ٹیرس سے صاف دکھائی دیتا تھا۔

"دیکھا۔۔۔ سنا تم لوگوں نے۔۔۔ یا خدا۔۔۔ میڈم ممتاز کا ایک دن کب آئے گا؟" میں پھر سے جذباتی ہوئی۔

"ہاتھ کنگن کو آرسی کیا' پڑھے لکھے کو فارسی کیا۔ آؤ ذرا تمہیں اصلیت دکھا ہی دوں۔ آج تو ہنگامہ ہو بھی ٹیرس پر ہی رہا ہے۔"

میرو نے میرے کچھ سمجھ میں آنے سے پہلے ہی میرا ہاتھ تھاما اور ریلنگ کی طرف بڑھا۔ ہمارے ٹیرس پہ لائٹ بند ہونے کی وجہ سے اندھیرا تھا۔ جبکہ میڈم ممتاز کا ٹیرس انرجی سیور سے جگمگا رہا تھا۔

تب ہی شور و غل کے ساتھ میں نے میڈم ممتاز اور ان کے منحنی سے شوہر کو بہ دست و گریبان دیکھا۔

میرا دل اچھل کر حلق میں آن ٹکا۔ ٹانگوں پہ لرزا طاری ہو گیا اور سارا وجود ٹھنڈا پڑ گیا۔

جب میں نے میڈم ممتاز کو۔۔۔ جی ہاں۔۔۔ میڈم ممتاز کو اپنے منحنی سے شوہر کو اٹھا کر دھوبی پٹڑا مارتے دیکھا۔

"تمہاری تو ایسی کی تیسی۔ مجھ پہ رعب ڈالتے ہو' اپنے گھر والوں کا۔ ارے میں تو نمک لگا کے کھا جاؤں ان سب کو۔" میڈم ممتاز کی کراری آواز۔

اور بکرا بنے ان کے شوہر۔ "بیگم۔۔۔ مم۔۔۔ میں۔۔۔ میں تو۔۔۔"

"عادل۔۔۔ ادھر آؤ جلدی۔" میڈم ممتاز نے اپنے دس سالہ بیٹے کو آواز دی تو وہ بھاگتا ہوا آیا۔

"چلو۔۔۔ پاپا کے اوپر بیٹھو ذرا۔۔۔ ان کی عقل ٹھکانے آئے۔"

اور عادل میاں فٹ سے بکرا بنے پاپا جی کے اوپر سوار ہو گئے۔

"بیگم۔۔۔ کچھ تو خیال کرو۔ لوگ دیکھ رہے ہوں گے۔" شوہر جی کی گھگھیائی آواز۔

"ارے دیکھنے دو لوگوں کو۔۔۔ ان کو بھی تو پتا چلے میری مظلومیت کا کہ تمہارے جیسے شوہر نے مجھے کتنا تنگ کر رکھا ہے۔ ابھی پچھلے زخم بھرتے نہیں تمہارے کہ پھر سے میرا پارہ چڑھا دیتے ہو۔"

میڈم ممتاز گرجیں۔ تو میرو کے ہاتھ میں دبا میرا ہاتھ ٹھنڈا پڑ گیا۔

"اب بتاؤ۔۔۔ دیکھ لیا میڈم ممتاز کا ایک دن؟" میرو نے دانت پیستے ہوئے کہا تو مجھ سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

☆ ☆ ☆

اگلے روز گلی میں ریڑھی والے سے بحکم داد و میں اور مینا ٹماٹر خرید رہے تھے۔ جب میڈم ممتاز بھی سبزی خریدنے چلی آئیں۔

مینا کے لاکھ کہنیاں مارنے کے باوجود میں نے انہیں سلام کیا اور حال چال پوچھا۔ میرا ارادہ ان کی برین واشنگ کا تھا۔ مگر وہ شاید زیادہ بے تکلفی کے موڈ میں نہیں تھیں۔ سبزی خریدتے ہی بولیں۔

"میں اب چلوں۔ آپ کو تو پتا ہی ہے عادل کا پاپا کتنے غصیلے ہیں۔ ذرا ٹائم پہ ہانڈی نہ چڑھائی تو کھال کھینچ لیں گے۔"

وہ تو چلی گئیں۔ ہمارے حیرت سے کھلے منہ بمشکل بند ہوئے۔

"حد ہوتی ہے ڈھٹائی کی۔"

ہم میڈم ممتاز کی ڈھٹائی پر اش اش کر رہے تھے۔ تب ہی میڈم ممتاز کے شوہر نامدار پاس سے گزرے تو ماتھے پہ نیل اور گومڑ' ہونٹوں پہ جھینپی سی مسکراہٹ اور ہاتھوں میں لنگڑے آموں کا شاپر۔ میری اور مینا کی جو ہنسی چھوٹی ہے تو پھر میڈم ممتاز کے شوہر کو وہاں سے تیزی سے کھسکتے ہی بنی۔

☆

WWW.PAKSOCIETY.COM